بدائع الصنائع : منہج واسلوب اور خصائص

(*"Badā'' al-Ṣanā'*': Methodology and Characteristics)

ڈاکٹر محمد عثمان*
** طالب علی اعوان

Abstract

This paper studies the methodology and characteristics of "*Badā'' al-Ṣanā'' fī tartīb al-Sharā''*", a manual of *Ḥanafī* school of Islamic Jurisprudence, written by renowned *Ḥanafī* Jurist *'Alā' al-Ḍīn al-Kāsānī* (d.587AH). It finds that the referred book deduces Islamic rulings using Quran, *Ḥadīth, Ijmā' Qiyāṣ*, analogical reasoning etc. The author mentions the opinions of different schools and then gives his findings on the under discussion issue. This book is different and unique in nature, argumentations and provisions. The study, comparing it with prominent other manuals of *Fiqh*, explains the distinctive features which give it an extraordinary status in jurisprudential literature?

Key Words: *Fiqh, "Badā'' al-Ṣanā''*, methodology, characteristics

الکاسانی (م587ھ) [1] کی کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" فقہِ حنفی کی اہم اور بہترین کتب میں شمار ہوتی ہے۔ نظم و ترتیب اور علمی نکات کے اعتبار سے اسے نہ صرف کتب احناف میں بلکہ پورے اسلامی فقہی لٹریچر میں انفرادیت حاصل ہے۔ اس کے فوائد و خصائص اور

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدر شعبۂ اسلامیات، گورنمنٹ کالج جھنگ
** پی ایچ ڈی سکالر اسلامیات، یونی ورسٹی آف گجرات، گجرات

[1] الکاسانی کا پورا نام علاؤالدین ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی ہے۔ وسط ایشیا کے قصبے الکاسان کی نسبت سے الکاسانی کہلائے۔ کاسان کو کبھی کاشان یا قاشان بھی کہا جاتا تھا۔ یہ علاقہ موجودہ ازبکستان کے جنوب مشرق میں واقع ہے، اور " قازان" کہا جاتا ہے. علامہ الکاسانی کا علمی مقام و مرتبہ بہت بلند ہے ۔ حلب کے علما آپ کی عدم موجودگی میں مصلی بچھا کر جمع ہوتے اور آپ کی آمد کا انتظار کرتے۔ (دیکھیے: عبدالقادر بن محمد القرشی الحنفی، الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ، محقق. عبد الفتاح محمد الحلو (الریاض: داراحیاء الکتب

نظم وترتیب کی عظمت کا احساس خود مصنف کو بھی تھا، چنانچہ انھوں نے خود بھی اس پر روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں:" **إذ الغرض الأصلی والمقصود الکلی من التّصنیف فی کل فن من فنون العلم هو تیسیر سبیل الوصول إلی المطلوب علی الطالبین وتقریبه إلی أفهام المقتبسین، ولا یلتئم هذا المراد إلا بترتیب تقتضیه الصناعة، وتوجبه الحکمة، وهو التصفح عن أقسام المسائل وفصولها، وتخریجها علی قواعدها وأصولها، لیکون أسرع فهماً، وأسهل ضبطًا، وأیسر حفظاً، فتکثر الفائدة، وتتوفر العائدة، فصرفت العنایة إلی ذلک وجمعت فی کتابی هذا جملاً من الفقه مرتبة بالترتیب الصناعی، والتألیف الحکمی، الذی ترتضیه أرباب الصنعة، وتخضع له أهل الحکمة، مع إیراد الدلائل الجلیة والنکت القویة بعبارات محکمة المبانی، مؤیدة المعانی، وسمیته بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔"**[2]

اس کتاب کی اسی عظمت واعتبار کے پیش نظر اس مضمون میں اس کے اسلوب و منہج اور خصائص کا مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔ اس سے فقہ کے طلبہ اور محققین کے فقہ کے عظیم علمی ذخیرے کی طرف میلان میں مدد ملے گی اور اس سے استفادے کی راہیں آسان ہوں گی، نیز یہ بات سامنے آئے گی کہ ان عظیم علمی کتب میں کیا انداز و اسلوب استدلال و استشہاد اختیار کرکے اسلامی احکام کی تعبیر وتشریح کی گئی ہے، اور اس ضمن میں آیندہ کے لیے کیالائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں اس مقالے میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ بدائع الصنائع کے اسلوب و منہج اور خصائص کو اہم نکات کی شکل میں سامنے لایا گیا ہے۔

العربیہ، 1413ھ/1993ء)، 25:4؛ **وخیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس الزرکلی الدمشقی ،الأعلام (بیروت: دار العلم للملایین، 2002ء)**، 2:70؛ 4: 27۔) آپ کی شریک حیات بھی معروف فقہا میں شمار ہوتی ہیں۔ کہا گیا ہے: **ومن فقهاء عصر الکاسانی زوجته فاطمه بنت محمد بن احمد بن ابی احمد السمرقندی مؤلف (التحفة) تفقهت علی ابیها وحفظت التحفة وکانت تنقل المذهب نقلا جیدا وکانت ربما ترد فتوی زوجها الکاسانی الی الصواب وتعرفه وجه الخطاء فیرجع الی قولها وکان زوجها یحترمها ویکرمها وکانت الفتوی اولا تخرج علیها خطها وخط ابیها السمرقندی ثم کانت تخرج بخطهما وخط زوجها الکاسانی۔"** فاطمہ بنت محمد بن احمد السمرقندی بھی فقہا میں سے تھیں۔ انھوں نے اپنے والد سے علم فقہ پڑھا اور اپنے والد کی کتاب "**تحفة الفقهاء**" کو زبانی یاد کیا وہ (اس درجے کی فقیہ تھیں کہ) بعض اوقات اپنے خاوند الکاسانی کے فتویٰ میں غلطی پکڑ لیتیں اور اپنے خاوند کو اس غلطی پر مطلع کرتیں۔ الکاسانی اپنے قول سے ان کے قول کی طرف رجوع کر لیتے تھے، الکاسانی اس کا حد درجہ احترام واکرام کرتے تھے۔ پہلے فتویٰ فاطمہ اور ان کے والد کے دستخطوں سے جاری ہوتا تھا۔ بعد میں اس کے اور الکاسانی کے دستخطوں سے جاری ہونے لگا۔" (احمد بن مصطفی الشہیر بطاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ و مصباح السیادۃ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، 2:248)

[2] ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1406ھ/1986ء)، 1:2۔

آیات واحادیث سے استدلال

قرآن مجید فقہ کا ماخذ اول ہے، جو بنیادی قواعد کلیہ مہیا کرتا ہے۔ الکاسانی نے اس سے استدلال کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ چنانچہ وہ مختلف مسائل کے حوالے سے اخذ و استنباط کے لیے قرآنی آیات سے استدلال کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً وضو میں پانی کے استعمال کے استنباط کے لیے قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں: وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰٓى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا[3]

قرآن کے بعد مسائل کے حل کے لیے الکاسانی کے یہاں احادیث سے استنباط ملتا ہے۔ حق مہر کی بحث میں اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے: "**لا مهر اقل من عشرة دراهم۔**"[4]

صحت حدیث پر بحث

الکاسانی نے صرف احادیث کو ہی نقل نہیں کیا بلکہ ان کے ساتھ مختصر اور جامع ابحاث بھی کی ہیں تاکہ صحت حدیث کا علم ہو سکے۔ متن و سند حدیث پر نقد و تبصرے میں اس کی وضاحت فرماتے ہیں کہ کون سی حدیث متواتر، مرفوع، مشہور، عزیز یا خبر واحد وغیرہ ہے۔ کس حدیث کو صحیح یا حسن اور کس کو ضعیف، مجروح یا شاذ قرار دیا جاتا ہے اور پھر ہر جگہ اس بحث سے مفید نتائج اخذ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر نبیذ تمر سے وضو کے جائز ہونے پر مشتمل حدیث پر نقد و تبصرہ یوں کیا ہے: "**انه من اخبار الآحاد ورد على مخالفة الكتاب و من شرط ثبوت خبر الواحد ان لا يخالف الكتاب۔ فاذا خالف لم يثبت۔**"[5]

الکاسانی وضاحت فرماتے ہیں کہ فلاں روایت کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ روایت الاصل ہے یا روایت النوادر یا روایت الشاذ۔ مثال کے طور پر درہم کے بارے میں لکھتے ہیں: **ولان فى ديننا سعة وماقلناه أوسع فكان اليق بالحنيفية السمحة ثم لم يذكر فى ظاهر الرواية صريحا أن المراد من الدرهم الكبير من حيث العرض والمساحة أومن حيث الوزن وذكر فى النوادر الدرهم الكبير ما يكون عرض الكف۔**[6] "ہمارے دین میں وسعت ہے اور ہم نے اوپر جو مسلک بیان کیا ہے ہمارا یہی مسلک زیادہ وسعت رکھتا ہے۔ اور یہی بات وسیع النظر دین حنفیت کے شایانِ شان بھی ہے۔ ظاہر روایت میں یہ صراحت نہیں کی گئی کہ ایک درہم سے مراد اس کی چوڑائی، لمبائی یا اس کا وزن ہے۔ البتہ النوادر میں یہ مذکور ہے کہ درہم اندازاً ہتھیلی کے اندرونی ہموار حصے کے مساوی ہوتا ہے۔"

---

[3] المائدہ5:6۔

[4] محمد بن عیسٰی الترمذی، جامع الترمذی، باب ماجاء فی مھور النساء، محقق. بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الاسلامی،1998ء)، 1:211۔

[5] الکاسانی، بدائع الصنائع، 1:61۔

[6] الکاسانی، بدائع الصنائع، 1:80۔

اجماع و قیاس سے استفادہ

قرآن و سنت کے بعد فقہ کا تیسرا ماخذ اجماع اور چوتھا قیاس ہے۔ علامہ الکاسانی نے اپنے استدلالات کے لیے ان دونوں سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اجماع کے سلسلے میں الکاسانی کا نقطہ نظر وہی ہے جو دیگر حنفی فقہا کا ہے۔ ان کے نزدیک کسی معاملے میں صحابہ کرامؓ یا معاصر فقہا کا سکوت بھی اجماع کے مترادف ہے۔ اجماع سے دلیل لاتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے: **والسنن مقدمة علی النوافل بالاجماع۔**[7] "اور اس پر اجماع ہے کہ سنتوں کو نوافل پر ترجیح حاصل ہے۔"

قیاس کے حوالے سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ الکاسانی نے بعض مسائل میں اسلاف کے دلائل سے اتفاق نہیں فرمایا ہے کیونکہ وہ ان کے علمی اور فکری معیار کے مطابق نہیں تھے اور اس کی بجائے اپنی جانب سے طبع زاد عقلی اور قیاسی دلائل پیش کیے ہیں، جن سے احناف کے مسلک کی زیادہ تائید ہوتی ہے۔ باکرہ کے نکاح کے لئے قولی اور فعلی رضا کے ساتھ، سکوت کے بارے میں فرماتے ہیں: **والقیاس ان لا یکون سکوتها رضا۔**[8] اور قیاس یہ ہے کہ خاموشی کو رضا تصور نہ کیا جائے۔

اس ضمن میں الکاسانی کے اسلوب کا ایک اہم اور قابلِ ذکر پہلو یہ بھی ہے کہ آپؒ کسی جگہ **"الفقه فيه"**[9] لکھتے ہیں، اور اس سے عقلی و فکری استنباط مراد لیتے ہیں۔

غیر معروف فقہا کی آرا کا تذکرہ

علامہ الکاسانی کے اسلوب میں ایک نہایت اہم اور ان کی وسیع الظرفی پر دال بات یہ بھی ہے کہ وہ صرف بڑے بڑے ائمہ کے اقوال ہی نقل نہیں فرماتے اپنے زمانے تک کے علما و فقہا کے اقوال اور ان کے مسالک کو بھی ذکر کرتے ہیں، خواہ ان میں سے بعض علما و فقہا ایسے بھی ہوں، جن کے حالات کسی بھی معاصر کتاب میں دستیاب نہ ہوں، مگر اپنے زمانے میں عالم شمار کیے جاتے ہوں۔ اگر ایک طرف جمہور فقہاء ہوں اور دوسری طرف فقط ایک ہی غیر معروف فقیہ تو اس کی شاذ رائے کا ذکر کرنا بھی ضروری گردانتے ہیں۔ مثلاً چہرے پر لگے ہوئے بالوں کے نیچے سے دھونے سے متعلق تیسری صدی کے ایک غیر معروف فقیہ عبداللہ البلخی کا حوالہ دیا ہے کہ:

> **فوجب غسله قبل نبات الشعر فاذا نبت الشعر يسقط غسل ماتحته عند عامة العلماء وقال ابو عبدالله البلخی انه لا يسقط غسله وقال الشافعی ان كان الشعر كثيفا يسقط وان كان خفيفًا لا يسقط وجه قول ابی عبدالله۔**[10]

---

[7] الکاسانی، بدائع الصنائع، 229:2۔

[8] الکاسانی، بدائع الصنائع، 242:2۔

[9] الکاسانی، بدائع الصنائع، 48:1۔

[10] الکاسانی، بدائع الصنائع، 3:1۔

بال اگنے سے قبل (مذکورہ) حصے کا دھونا ضروری ہے۔ اگر بال اگ جائیں تو اکثر علماء کے نزدیک ان کے نیچے سے دھونے کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ مگر ابو عبداللہ البلخی کہتے ہیں کہ بال اگ آنے کے باوجود ان کے نیچے سے دھونے کا حکم ساقط نہ ہو گا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر تو چہرے (داڑھی) کے بال گھنے ہوں، تو ان کے نیچے سے دھونا ساقط ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

معانی و مفاہیم کی وسعت

کم از کم کلمات کے ساتھ زیادہ اور بہترین مفہوم کا بیان اس تالیف کا ایک نمایاں وصف ہے۔ ایک اچھے فقیہ کے ساتھ ساتھ الکاسانی قادر الکلام انشاپرداز بھی ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس تالیف کے ہر جملے میں الکاسانی نے جامعیت اور معنوی وسعت سے کام لیا ہے۔ جیسا کہ کتاب الطہارۃ کے ابتدائیہ میں طہارت کی بابت لکھا ہے:

فالطهارة لغة وشرعاً هى النظافة و التطهير التنظيف و هو اثبات النظافة فى المحل وانها صفة تحدث ساعة فساعة و انما يمتنع حدوثها بوجود ضدها وهوالقذر فاذا ازال القذر امتنع حدوثه بازالة العين القذرة تحدث النظافة مكان زوال القذر من باب زوال المانع من حدوث الطهارة لا يكون طهارة و انما سمى طهارة توسعاً لحدوث الطهارة عند زواله۔[11]

لغوی اور شرعی طور پر طہارت نظافت اور تطہیر کا نام ہے، جو صحیح مقام پر صفائی کرنے سے عبارت ہے اور یہ ایسی بات ہے جو لحہ بہ لحہ پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ہونا فقط اسی وقت معدوم ہوتا ہے جب اس کی ضد یعنی گندگی پائی جائے۔ جب گندگی زائل ہو جائے اور گندگی دور کر کے اس کا وجود ختم کر دیا جائے تو صفائی خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔ گندگی کو زائل کرنا اثبات طہارت کے مانع کو زائل کرنے کے مترادف ہے نہ کہ گندگی کا زائل کرنا ہی طہارت ہے اور اسے جو طہارت کہا جاتا ہے تو وہ اس کے وسیع مفہوم میں کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے زائل ہونے کے بعد ہی طہارت حاصل ہوتی ہے۔ یہ عبارت طہارت کی جامع تعریف ہے۔

مختار قول

الکاسانی پہلے زیر بحث خلاصہ موضوع لاتے ہیں اور پھر ترتیب کے ساتھ مسائل بیان کرتے ہیں۔ ہر مسئلہ کے متعلقہ اقوال و مسالک کو بیان کرتے ہیں۔ اختیار کردہ ترتیب سے مذکورہ اقوال یا مسالک کے دلائل بیان کرتے ہیں اور سب سے آخر

---

[11] الکاسانی، بدائع الصنائع، 1:3۔

میں اپنے مختار قول یا مختار مسلک کو لاتے ہیں اور دَلائل سے دِفاع کرتے ہیں۔ اگر مخالفین نے کاسانی کے مختار قول پر کوئی اعتراض کیا ہو تو اس کی تَردید بھی بیان کرتے ہیں۔ اس ترتیب و تفصیل کے بَعد زیر بحث مسئلہ کی نوعیت مکمل ظاہر ہو جاتی ہے۔ بالعموم آخری قول، امام ابو حنیفہؒ کا ہوتا ہے۔

دیگر کتبِ فقہ کے مقابلے میں نمایاں خصائص

دیگر نمایاں کتبِ فقہ کے حوالے سے دیکھا جائے تو بدائع الصنائع کو ان میں مختلف پہلوؤں سے انفرادیت حاصل ہے۔ اس حوالے سے بعض مشہور و متداول کتبِ فقہ کے حوالے سے اہم نکات سامنے لائے جاتے ہیں:

مواد کی درجہ بندی میں المبسوط للسرخسی سے موازنہ

شمس الائمہ السرخسی (490ھ) کی کتاب **"المبسوط"** فقہ حنفی کی ایک وقیع کتاب ہے۔ مگر اس کتاب میں ایک عنوان کے تحت مضامین کی درجہ بندی شامل نہیں ہے۔ حق مہر کے بارے میں المہور کے عنوان سے 32 صفحات پر مشتمل بحث میں مضامین کی کوئی درجہ بندی نہیں کی گئی ہے[12]، جبکہ **"بدائع الصنائع"** میں حق مہر کی بحث کے تحت ذیلی عنوانات بنائے گئے ہیں۔ جن میں **اقل المهر، تسمية مهر، جهالة المهر، مايجب به المهر، مايتاكد به المهر، ما يسقط به كل المهر، ما يسقط به نصف المهر** اور **اختلاف الزوجين فی المهر**[13] کی مباحث شامل ہیں۔

مضامین کی ترتیب میں "الهدايه" سے موازنہ

"الهدايه" علی بن ابی بکر المرغینانی (۵۹۳ھ) کی کتاب ہے۔ یہ فقہ حنفی کی بنیادی کتاب ہے۔ اگر اس کتاب اور **"بدائع الصنائع"** کی "کتاب النکاح" کی الفہارس کا موازنہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ **"بدائع الصنائع"** کی ترتیب زیادہ جامع ہے۔ اس کی حسنِ ترتیب نمایاں ہے۔ الکاسانی نے سب سے پہلے نکاح کی شرعی حیثیت پر جامع بحث کی ہے۔ فقہا کے اقوال اور ان کے استدلال کو بیان کیا ہے جبکہ ہدایہ میں یہ بحث اس انداز سے موجود نہیں ہے۔ الکاسانی نے ایجاب و قبول و انعقاد نکاح کی مباحث کے بعد ولی کی بحث کو شامل کیا ہے۔ جب کہ صاحب ہدایہ نے ایجاب و قبول و انعقاد نکاح کے بعد مُحرمات نکاح کی بحث شامل کی ہے۔ ترتیب یہ بنتی ہے کہ پہلے انعقاد نکاح کے تمام ارکان و شرائط کی بحث مکمل کی جائے۔ الکاسانی نے اسی ترتیب کو اپنایا ہے۔ **"بدائع الصنائع"** میں سہولت یہ ہے کہ انعقاد نکاح کے تمام مَباحث ایک ساتھ ذکر ہیں۔ جب کہ الہدایہ میں یہ باتیں متفرق ہیں۔[14] مضامین کی حسن ترتیب، بدائع الصنائع کو فقہی کتب میں ممتاز کرتی ہے۔

---

[12] شمس الدین السرخسی، المبسوط (بیروت: دارالمعرفہ،1409ھ/1989ء)، 5:62-94۔

[13] الکاسانی، بدائع الصنائع، 3:480-554۔

[14] علی بن ابی بکر المرغینانی، الہدایۃ (ملتان: مکتبہ امدادیہ، 2015ء)،2:1۔ ؛والکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 2:343۔

فقہی اختلافات کے بیان میں کنزالدقائق سے موازنہ

"**كنز الدقائق**" عبداللہ احمد بن محمود (710ھ) کی کتاب ہے۔ یہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب میں حکم نکاح کے بارے میں یہ مختصر بحث موجود ہے۔ **هو سنة وعندالتوقان واجب۔**[15] "نکاح سنت ہے، غلبہ شہوت اور زنا کے خوف کے وقت واجب ہے۔" جب کہ "**بدائع الصنائع**" میں حکم النکاح پر تمام دلائل کے ساتھ پوری بحث شامل ہے، جس میں قرآن و احادیث سے استدلال کیا گیا ہے اور فقہ مالکی، فقہ شافعی اور اصحاب ظواہر کے اقوال نقل کرکے ان پر جامع بحث کی گئی ہے۔[16]

جزئیات کے بیان میں تبیین الحقائق سے موازنہ

عثمان بن علی الزیلعی (743ھ) کی کتاب تبیین الحقائق فقہ حنفی کی اہم کتاب ہے۔ اس کتاب میں نکاح کن الفاظ سے منعقد ہوتا ہے؟ کی بحث بغیر جزئیات کے انتہائی اختصار کے ساتھ موجود ہے۔ **وانما يصح بلفظ النكاح والتزويج وما وضع لتمليك العين فى الحال۔**[17] "بے شک نکاح کا انعقاد لفظ نکاح اور تزویج، اور اس لفظ سے جو تملیک کے لئے بنایا گیا ہو) صحیح ہوتا ہے۔" جب کہ یہی بحث "**بدائع الصنائع**" میں پوری جزئیات کے ساتھ موجود ہے۔ جس میں بیع، ہبہ، صدقہ، تملیک، اجارہ، اعارہ، قرض، سلم، صرف، وصیت اور متعہ جیسے الفاظ کے ساتھ انعقاد نکاح کی ایک تفصیلی بحث موجود ہے۔[18] جزئیات کی تفصیل بدائع الصنائع کو منفرد کتاب بناتی ہے۔

فروعیات کے بیان میں" البحر الرائق" سے موازنہ

ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد (970ھ) کی "**البحرالرائق**" فقہ حنفی کی مقبول ترین کتاب ہے۔ "**البحرالرائق**" میں کتاب الطلاق کی مباحث میں عربی کے علاوہ دوسری زبانوں کے الفاظ کے ساتھ طلاق کی بحث شامل نہیں ہے۔[19] "**بدائع الصنائع**" میں فارسی الفاظ کے ساتھ طلاق پر عمدہ بحث شامل ہے۔ طلاق اور سراح دونوں عربی الفاظ ہیں۔ کیا فارسی الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اس بارے میں فقہا کا اختلاف ہے۔ "**بدائع الصنائع**" میں مذکور ہے:

> **فقد روى عن أبى حنيفةانه قال فى فارسى قال لامرأته بهشتم ان زن أوقال ان زن بهشتم أوقال بهشتم لا يكون ذلک طلاقا الا أن ينوى به الطلاق لان معنى هذا**

---

[15] عبداللہ بن احمد النسفی، کنزالدقائق (المدینۃالمنورۃ: دارالسراج،1432ھ/2011ء)، 251۔

[16] الکاسانی، بدائع الصنائع، 3:307-317۔

[17] عثمان بن علی الزیلعی، تبیین الحقائق (مصر: بالمطبعۃالکبریٰ الامیریہ، 1313ھ)، 2:96۔

[18] الکاسانی، بدائع الصنائع، 3:317-322۔

[19] ابن نجیم زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحرالرائق (بیروت: دارالکتب العلمیہ،1418ھ/1997ء)، 3:409-506۔

اللفظ بالعربية خليت وقوله خليت من كنايات الطلاق بالعربية فكذا هذا اللفظ الا ان أبا حنيفة فرق بين اللفظين من وجهين۔[20]

جہاں تک فارسی الفاظ میں طلاق دینے کا تعلق ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس شخص نے فارسی میں کہا "بہشتم آن زن" (میں نے اس بیوی کو چھوڑ دیا) یا کہا "ان زن بہشتم" یا صرف بہشتم کہا تو جب تک طلاق کی نیت نہیں ہو گی طلاق واقع نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس لفظ کے عربی معنی ہیں خلیت یعنی میں نے چھوڑ دیا، آزاد کر دیا اور لفظ خلیت عربی میں طلاق کے الفاظ کنایہ میں سے ہے۔ اسی طرح لفظ بہشتم ہے (الفاظ کنایہ میں سے ہے) امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ نے دونوں الفاظ (بہشتم، خلیت) میں دو قسم کا فرق بیان کیا ہے۔ "فروعیات کے بیان کی یہ صفت "بدائع الصنائع کو ممتاز کرتی ہے۔

حاصل بحث

"**بدائع الصنائع**" ایک جامع اسلوب کی حامل کتاب ہے۔ اس کتاب میں جزوی بحث کے ساتھ اصولی مباحث بھی موجود ہیں۔ جس سے اصول فقہ کے قواعد کی پہچان ہوتی ہے۔ اشعار وامثال کے استعمال نے اس فقہی کتاب کو ادبی رنگ دے دیا ہے، جو قاری کے لیے دلچسپی کا باعث ہے۔ قرآن واحادیث سے استدلال نے اس کتاب کو مستند بنا دیا ہے۔ اجماع وقیاس سے استنباط نے اس کتاب کو زیادہ قابل عمل بنا دیا ہے۔ رائے کی بناپر عقلی وفکری مباحث نے اس کتاب کی اہمیت کو بڑھا دیا ہے۔ صحتِ حدیث کا تعین، راوی پر بحث اور سند کی تحقیق اس کتاب کی جامعیت پر دلالت کرتی ہے۔ اندرونی حوالوں کی وجہ سے یہ کتاب بے جا طوالت سے محفوظ ہے۔ یہ کتاب ابن رشدؒ (595ھ) کی "**بداية المجتهد ونهاية المقتصد**" کی طرح جزئیات کا مجموعہ ہے۔ شمس الائمہ السرخسیؒ (490ھ) کی "**المبسوط**" کے برعکس اس میں مضامین کی مربوط درجہ بندی کی گئی ہے۔ علی بن ابی بکر المرغینانیؒ (593ھ) کی "**الهدايه**" کے مقابلے میں اس میں مضامین کی حسن ترتیب نمایاں ہے۔ عبداللہ احمد بن محمودؒ (710ھ) کی "**كنزالدقائق**" کے برعکس یہ فقہی اختلافات کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ اس کے "باب الطلاق" میں فارسی الفاظ کے ساتھ طلاق کی بحث شامل ہے، جبکہ ابن نجیم (970ھ) کی "**البحر الرائق**" میں یہ بحث موجود نہیں ہے۔ فروعیات کے بیان کی یہ صفت بدائع الصنائع کو ممتاز کرتی ہے۔ منفرد اسلوب اور مخصوص فقہی منہج نے اس کتاب کو فقہ کا موسوعہ بنا دیا ہے۔

---

[20] الکاسانی، بدائع الصنائع، 3:102۔